www.pklibrary.net

کوارنٹین

www.pklibrary.net

کوارنٹین

پلیگ اور کوارنٹین!

ہمالہ کے پاؤں میں لیٹے ہوئے میدانوں پر پھیل کر ہر ایک چیز کو دھندلا بنا دینے والی کہر کے مانند پلیگ کے خوف نے چاروں طرف اپنا تسلط جما لیا تھا۔ شہر کا بچہ بچہ اس کا نام سُنکر کانپ جاتا تھا۔

پلیگ تو خوفناک تھی ہی، مگر کوارنٹین اُس سے بھی زیادہ خوفناک تھی۔ لوگ پلیگ سے اتنے ہراساں نہیں تھے جتنے کوارنٹین سے اور یہی وجہ تھی کہ افسرانِ محکمۂ حفظانِ صحت نے شہریوں کو چوہوں سے بچنے کی تلقین کرنے کے لئے جو قدِ آدم اشتہار چھپوا کر دروازوں، گزرگاہوں اور شاہراہوں پر لگایا تھا اُس پر نہ چوہا نہ پلیگ' کے عنوان میں اضافہ کرتے ہوئے 'نہ چوہا نہ پلیگ، نہ کوارنٹین' لکھا تھا۔

کوارنٹین کے متعلق لوگوں کا خوف بجا تھا۔ بحیثیت ایک ڈاکٹر کے میری رائے نہایت مستند ہے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ جتنی اموات شہر میں کوارنٹین سے ہوئیں اتنی پلیگ سے نہ ہوئیں۔ حالانکہ کوارنٹین کوئی بیماری نہیں۔ بلکہ وہ اُس وسیع رقبہ کا نام ہے۔ جس میں متعدی وبا

www.pklibrary.net

کے ایام میں بیمار لوگوں کو تندرست انسانوں سے از روئے قانون علیحدہ کر کے لا ڈالتے ہیں۔ تاکہ بیماری بڑھنے نہ پائے۔ اگرچہ کوارنٹین میں ڈاکٹروں اور نرسوں کا بندوبست تھا، مگر مریضوں کے کثرت سے وہاں آجانے پر اُن کی طرف فرداً فرداً توجہ نہ دی جا سکتی تھی۔ خویش و اقارب کے قریب نہ ہونے سے میں نے بہت سے مریضوں کو بے حوصلہ ہوتے دیکھا۔ کئی تو اپنے نواح میں لوگوں کو پے در پے مرتے دیکھ کر مرنے سے پہلے ہی مر گئے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوا کہ کوئی معمولی طور پر بیمار آدمی وہاں کی وبائی فضا ہی کے جراثیم سے ہلاک ہو گیا۔ اور پھر کثرتِ اموات کی وجہ سے آخری رسوم بھی کوارنٹین کے مخصوص طریقہ پر ادا ہوتیں یعنی سینکڑوں لاشوں کو مردہ کتوں کی لاشوں کی طرح گھسیٹ کر ایک بڑے ڈھیر کی صورت میں جمع کیا جاتا۔ اور بغیر کسی کے مذہبی رسوم کا احترام کئے پٹرول ڈال کر سب کو تہ آتش کر دیا جاتا۔ اور شام کے وقت جب ڈوبتے ہوئے سورج کی آتشیں شفق کے ساتھ بڑے بڑے شعلے یک رنگ و ہم آہنگ ہوتے تو دوسرے مریض یہی سمجھتے کہ تمام دنیا کو آگ لگ رہی ہے۔

کوارنٹین اس لئے بھی زیادہ اموات کا باعث ہوئی کہ بیماری کے آثار نمودار ہوتے تو بیمار کے متعلقین اُسے چھپانے لگتے۔ تاکہ کہیں مریض کو جبراً کوارنٹین میں نہ لے جائیں۔ چونکہ ہر ایک ڈاکٹر کو تنبیہ کی گئی تھی کہ

www.pklibrary.net

مریض کی خبر پاتے ہی فوراً مطلع کرے۔ اس لئے لوگ ڈاکٹروں سے علاج بھی نہ کراتے۔ اور کسی گھر کے وبائی ہونے کا صرف اُسی وقت پتہ چلتا۔ جب کہ جگر دوز آہ و بکا کے درمیان ایک لاش اُس گھر سے نکلتی۔

اُن دِنوں میں کوارنٹین میں بطور ایک ڈاکٹر کے کام کر رہا تھا۔ پلیگ کا خوف میرے دل و دماغ پر بھی مسلط تھا۔ شام کو گھر آنے پر میں ایک عرصہ تک کاربالک صابن سے ہاتھ دھوتا رہتا اور جراثیم کش مرکبے غرارے کرتا۔ یا پیٹ کو جلا دینے والی گرم کافی یا برانڈی پی لیتا۔ اگرچہ اُس سے مجھے بے خوابی اور آنکھوں کے چندھے پن کی شکایت پیدا ہو گئی۔ کئی نفسہ بیماری کے خوف سے میں نے قے آور دوائیں کھا کر اپنی طبیعت کو صاف کیا۔ جب نہایت گرم کافی یا برانڈی پینے سے پیٹ میں تخمیر ہوتی۔ اور بخارات اُٹھ اُٹھ کر دماغ کی طرف جاتے، تو میں اکثر ایک حواس باختہ شخص کے مانند طرح طرح کی قیاس آرائیاں کرتا۔ گلے میں ذرا بھی خراش محسوس ہوتی تو میں سمجھتا کہ پلیگ کے نشانات نمودار ہونے والے ہیں۔

—— اُف! میں بھی اس موذی بیماری کا شکار رہوں گا۔ . . . پلیگ! اور پھر —— کوارنٹین!

اُنہیں دنوں میں نوعیسائی ولیم بھاگو خاکروب جو میری گلی میں صفائی کیا کرتا تھا میرے پاس آیا اور بولا "بابوجی —— غضب ہو گیا

www.pklibrary.net

آج ایمبولانس اسی محلہ کے قریب سے بیس اور ایک بیمار لے گئی ہے۔"

"اکیس؟ ایمبولینس میں . . . . ؟" میں نے متعجب ہوتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔

"جی ہاں . . . . پورے بیس اور ایک ——— اُنہیں بھی کونٹن (کوارنٹین) لے جائیں گے ——— آہ! وہ بیچارے کبھی واپس نہ آئیں گے کیا؟"

دریافت کرنے پر مجھے علم ہوا کہ بھاگو رات کے تین بجے اُٹھتا ہے آدھ پاؤ شراب چڑھا لیتا ہے۔ اور پھر حسب ہدایت کمیٹی کی گلیوں میں اور نالیوں پر چونا بکھیرنا شروع کر دیتا ہے تاکہ جراثیم پھیلنے نہ پائیں۔ بھاگو نے مجھے مطلع کیا کہ اُس کے نین بجے اُٹھنے کا یہ بھی مطلب ہے کہ بازار میں پڑی ہوئی لاشوں کو اکٹھا کرے اور اُس محلہ میں جہاں وہ کام کرتا ہے اُن لوگوں کے چھوٹے موٹے کام کاج کرے۔ جو بیماری کے خوف سے باہر نہیں نکلتے۔ بھاگو تو بیماری سے ذرا بھی نہیں ڈرتا تھا۔ اُسکا خیال تھا جو مرنا ہوگا خواہ وہ کہیں چلا جائے۔ بچ نہیں سکتا۔

اُن دنوں جب کوئی کسی کے پاس نہیں پھٹکتا تھا۔ بھاگو سر اور مُنہ پر منڈاسا باندھے نہایت مستعد ہو کر بنی نوع انسان کی خدمتگذاری کر رہا تھا۔ اگرچہ اُس کا علم نہایت محدود تھا۔ تاہم اپنے تجربہ کی بنا پر

www.pklibrary.net

وہ ایک مقرر کی طرح لوگوں کو بیماری سے بچنے کی تراکیب بتاتا۔ عام صفائی، چونا بکھیرنے اور گھر سے باہر نہ نکلنے کی تلقین کرتا۔ ایک دن میں نے اُسے لوگوں کو شراب کثرت سے پینے کی تلقین کرتے ہوئے بھی دیکھا۔ اُس دن جب وہ میرے پاس آیا۔ تو میں نے پوچھا "بھاگو تمہیں پلیگ سے ڈر بھی نہیں لگتا؟"

"نہیں بابو جی ——— بن آئی بال بھی بیکا نہیں ہوگا۔ آپ اِتنے بڑے حکیم ٹھہرے۔ ہزاروں نے آپ کے ہاتھ سے شفا پائی۔ مگر جب میری آئی ہوگی تو آپ کا وار و ورمن بھی کچھ اثر نہ کرے گا .... ہاں بابو جی ——— آپ بُرا نہ مانیں میں ٹھیک اور صاف صاف کہہ رہا ہوں" اور پھر گفتگو کا رُخ بدلتے ہوئے بولا "کچھ کونٹین کی کہیے بابو جی ——— کونٹین کی"

"وہاں کوارنٹین میں ہزاروں مریض آگئے ہیں۔ ہم حتی الوسع اُنکا علاج کرتے ہیں۔ مگر کہاں تک، نیز میرے ساتھ کام کرنے والے خود بھی زیادہ دیر اُن کے درمیان رہنے سے گھبراتے ہیں۔ خوف سے اُنکے گلے اور لب سوکھے رہتے ہیں۔ پھر تمہاری طرح کوئی مریض کے منہ کے ساتھ منہ نہیں جا لگاتا۔ نہ کوئی تمہاری طرح اتنی جان مارتا ہے ..... بھاگو! خدا تمہارا بھلا کرے۔ جو تم بنی نوع انسان کی اس قدر خدمت کرتے ہو ——!"

بھاگو نے گردن جھکا دی اور منڈاسے کے ایک پلو کو منہ پر سے

www.pklibrary.net

ہٹاکر شراب کے اثر سے سرخ ہو چکے ہوئے چہرے کو دکھاتے ہوئے بولا "بابو جی! میں کس لائق ہوں۔ مجھ سے کسی کا بھلا ہو جائے، میرا یہ نکما تن کسی کے کام آجائے۔ اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے بابو جی بڑے پادری لابے (ریورینڈ مونت ل آبے) جو ہمارے محلوں میں اکثر پرچار کے لئے آیا کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ خداوند یسوع مسیح یہی سکھاتا ہے کہ ہمیار کی مدد میں اپنی جان تک لڑا دو — میں سمجھتا ہوں ..."

میں نے بھاگو کی ہمت کو سراہنا چاہا۔ مگر کثرت جذبات سے میں رُک گیا۔ اُس کی خوش اعتقادی اور عملی زندگی کو دیکھ کر میرے دل میں ایک جذبۂ رشک پیدا ہوا۔ میں نے دل میں فیصلہ کیا کہ آج کوارنٹین میں پوری تن دہی سے کام کر کے بہت سے مریضوں کو بقید حیات رکھنے کی کوشش کروں گا۔ اُن کو آرام پہنچانے میں اپنی جان تک لڑا دوں گا۔ مگر کہنے اور کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ کوارنٹین میں پہنچکر جب میں نے مریضوں کی خوفناک حالت دیکھی۔ اور اُن کے منہ سے پیدا شدہ تعفن میرے نتھنوں میں پہنچا تو میری روح لرز گئی اور بھاگو کی تقلید کرنے کی ہمت نہ پڑی۔

تاہم اُس دن بھاگو کو ساتھ لیکر میں نے کوارنٹین میں بہت کام کیا۔ جو کام مریض کے زیادہ قریب رہ کر ہو سکتا تھا۔ وہ میں نے

www.pklibrary.net

بھاگو سے کرایا۔ اور اُس نے بلا تامل کیا۔ . . . خود میں مریضوں سے دُور دُور ہی رہتا۔ اس لئے کہ میں موت سے بہت خائف تھا اور کوارنٹین سے اُس سے زیادہ خائف!

مگر کیا بھاگو موت اور کوارنٹین دونوں سے بالاتر تھا؟

اُس دن کوارنٹین میں چار سَو کے قریب مریض داخل ہوئے اور اڑھائی سَو کے لگ بھگ لقمۂ اجل ہو گئے!

(۲)

یہ بھاگو کی جانبازی کا صدقہ ہی تھا کہ میں نے بہت سے مریضوں کو شفایاب کیا۔ وہ نقشہ جو مریضوں کی رفتارِ صحت کے متعلق چیف میڈیکل آفیسر کے کمرے میں آویزاں تھا۔ اُس میں میرے تحت میں رکھے ہوئے مریضوں کی اوسط صحت کی لکیر سب سے اونچی چڑھی ہوئی دکھائی دیتی تھی۔ میں ہر روز کسی نہ کسی بہانہ سے اُس کمرہ میں چلا جاتا اور اُس لکیر کو سو فیصدی کی طرف اوپر ہی اوپر بڑھتے دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوتا۔

ایک دن میں نے برانڈی ضرورت سے زیادہ پی لی۔ میرا دل دھک دھک کرنے لگا۔ نبض گھوڑے کی طرح دوڑنے لگی۔ اور میں ایک جنونی کی مانند اِدھر اُدھر بھاگنے لگا۔ مجھے خود شک ہونے لگا کہ پلیگ کے

www.pklibrary.net

جراثیم نے مجھ پر آخر کار اپنا اثر کر ہی دیا ہے اور عنقریب ہی گلٹیاں میرے گلے یا رانوں میں نمودار ہوں گی۔ میں بہت سراسیمہ ہو گیا۔ اُس دن میں نے کوارنٹین سے بھاگ جانا چاہا۔ جتنا عرصہ بھی میں وہاں ٹھہرا۔ خوف سے کانپتا رہا۔ اُس دن مجھے بھاگو کو دیکھنے کا صرف دو دفعہ اتفاق ہوا۔

دوپہر کے قریب میں نے اُسے ایک مریض سے لپٹے ہوئے دیکھا۔ وہ نہایت پیار سے اُس کے ہاتھوں کو تھپک رہا تھا۔ مریض میں جتنی بھی سکت تھی اُسے مجتمع کرتے ہوئے اُس نے کہا۔ "بھئی اللہ ہی مالک ہے۔ اس جگہ تو خدا دشمن کو بھی نہ لائے۔ میری دو لڑکیاں . . . ."

بھاگو نے اُس کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔ "خداوند یسوع مسیح کا شکر کرو بھائی ——— تم تو اچھے دکھائی دیتے ہو۔"

"ہاں بھائی شکر ہے خدا کا ——— پہلے سے کچھ اچھا ہی ہوں۔ اگر میں کوارنٹین . . . ."

ابھی یہ الفاظ اُس کے منہ میں ہی تھے کہ اُس کی نسیں کھچ گئیں۔ اُس کے منہ سے کف جاری ہو گیا۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ کئی جھٹکے آئے اور اور وہ مریض جو ایک لمحہ پہلے سب کو اور خصوصاً اپنے آپ کو اچھا دکھائی دے رہا تھا، ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ بھاگو اُس کی موت پر دکھائی نہ دینے والے، خون کے آنسو بہانے لگا۔ اور کون اُسکی

www.pklibrary.net

موت پر آنسو بہاتا۔ کوئی اُس کا وہاں ہوتا تو اپنے جگر دوز نالوں سے ارض و سما کو شق کر دیتا۔ ایک بھاگو ہی تھا۔ جو سب کا رشتہ دار تھا۔ سب کے لئے اُس کے دل میں درد تھا۔ وہ سب کی خاطر روتا اور کڑھتا تھا ـــــ ایک دن اُس نے خداوند یسوع مسیح کے حضور میں نہایت عجز و انکسار سے اپنے آپ کو بنی نوع انسان کے گناہ کے کفارہ کے طور پر بھی پیش کیا۔

اُسی دن شام کے قریب بھاگو میرے پاس دوڑا دوڑا آیا۔ سانس پھولی ہوئی تھی۔ اور وہ ایک دردناک آواز سے کراہ رہا تھا۔ بولا "بابو جی ـــــ یہ کونٹین تو دوزخ ہے دوزخ۔ پادری لابے اسی قسم کی دوزخ کا نقشہ کھینچا کرتا تھا . . . . "

میں نے کہا "ہاں بھائی، یہ دوزخ سے بھی بڑھ کر ہے ـــــ میں تو یہاں سے بھاگ نکلنے کی ترکیب سوچ رہا ہوں . . . . میری طبیعت آج بہت خراب ہے۔"

"بابو جی اس سے زیادہ اور کیا بات ہو سکتی ہے . . . . . آج ایک مریض جو بیماری کے خوف سے بے ہوش ہو گیا تھا۔ اُسے مردہ سمجھ کر کسی نے لاشوں کے ڈھیر میں جا ڈالا جب پٹرول چھڑکا گیا۔ اور آگ نے سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ تو میں نے اُسے شعلوں کے درمیان ہاتھ پاؤں

www.pklibrary.net

مارتے دیکھا۔ میں نے کود کر اُسے اٹھا لیا۔ بابو جی! وہ بہت بُری طرح جھلسا گیا تھا ـــــ اُسے بچاتے ہوئے میرا دایاں بازو بالکل جل گیا ہے"۔

میں نے بھاگو کا بازو دیکھا۔ اُس پر زرد زرد چربی نظر آ رہی تھی۔ میں اُسے دیکھتے ہوئے لرز اُٹھا۔ میں نے پوچھا "کیا وہ آدمی بچ گیا ہے پھر ـــــ؟

"بابو جی ـــــ وہ کوئی بہت شریف آدمی تھا۔ جس کی نیکی اور شریفی (شرافت) سے دُنیا کوئی فائدہ نہ اُٹھا سکی، اتنے درد و کرب کی حالت میں اُس نے اپنا جُھلسا ہوا چہرہ اوپر اٹھایا اور اپنی مریل سی نگاہ میری نگاہ میں ڈالتے ہوئے اُس نے میرا شکریہ ادا کیا"۔

"ـــــ اور بابو جی" بھاگو نے اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "اس کے کچھ عرصہ بعد وہ اتنا تڑپا، اتنا تڑپا کہ آج تک میں نے کسی مریض کو اس طرح جان توڑتے نہیں دیکھا ہوگا ـــــ اس کے بعد وہ مر گیا کتنا اچھا ہوتا۔ جو میں اُسے اُسی وقت جل جانے دیتا۔ اُسے بچا کر میں نے اُسے مزید دُکھ سہنے کے لئے زندہ رکھا۔ اور پھر وہ بچا بھی نہیں اب انہی جلے ہوئے بازوؤں سے میں پھر اُسے اُسی ڈھیر میں پھینک آیا ہوں ـــــ"

اس کے بعد بھاگو کچھ بول نہ سکا۔ دروکی ٹیبوں کے درمیان اُس

www.pklibrary.net

نے رُکتے رُکتے کہا۔ "آپ جانتے ہیں .... وہ کس بیماری ....
سے مرا۔ پلیگ سے نہیں ـــــ کونٹین سے ـــــ کونٹین سے!"

(۳)

اگرچہ ہمہ یاراں دوزخ کا خیال اُس لامتناہی سلسلۂ قہر و غضب میں لوگوں کو کسی حد تک تسلّی کا سامان بہم پہنچاتا تھا۔ تاہم مقہور بنی آدم کی فلک شگاف صدائیں تمام شب کانوں میں آتی رہتیں۔ ماؤں کی آہ و بکا، بہنوں کے نالے، بیویوں کے نوحے، بچوں کی چیخ و پکار شہر کی اُس فضا میں جس میں کہ نصف شب کے قریب اُلّو بھی بولنے سے ہچکچاتے تھے۔ ایک نہایت المناک منظر پیدا کرتی تھی۔ جب صحیح و سلامت لوگوں کے سینوں پر منوں بوجھ رہتا تھا تو اُن لوگوں کی حالت کیا ہوگی جو گھروں میں بیمار پڑے تھے۔ اور جنہیں کسی یرقان زدہ کے مانند در و دیوار سے مایوسی کی زردی ٹپکتی دکھائی دیتی تھی۔ اور پھر کوارنٹین کے مریض جنہیں مایوسی کی حد سے گزر کر ملک الموت مجسم دکھائی دے رہا تھا، وہ زندگی سے یوں چمٹے ہوئے تھے۔ جیسے کسی طوفان میں کوئی کسی درخت کی چوٹی سے چمٹا ہوا ہو، اور پانی کی تیز و تند لہریں ہر لحظہ بڑھ کر اُس چوٹی کو بھی ڈبو دینے کی آرزومند ہوں۔

www.pklibrary.net

میں اُس روز توہّم کی وجہ سے کوارنٹین بھی نہ گیا۔ کسی ضروری کام کا بہانہ کر دیا۔ اگرچہ مجھے سخت ذہنی کوفت ہوتی رہی ــــ کیونکہ یہ بہت ممکن تھا کہ میری مدد سے کسی مریض کو فائدہ پہنچ جاتا۔ مگر اُس خوف نے جو میرے دل و دماغ پر مسلّط تھا۔ مجھے پا بہ زنجیر رکھا۔ شام کو سوتے وقت مجھے اطلاع ملی کہ آج شام کو ارنٹین میں پانسو کے قریب مزید مریض پہنچے ہیں۔

میں ابھی ابھی معدے کو جلا دینے والی گرم کافی پی کر سونے ہی والا تھا۔ کہ دروازے پر بھاگو کی آواز آئی۔ نوکر نے دروازہ کھولا تو بھاگو ہانپتا ہوا اندر آیا۔ بولا "بابو جی ــــ میری بیوی بیمار ہو گئی ..... اس کے گلے میں گلٹیاں نکل آئی ہیں ..... خدا کے واسطے اُسے بچاؤ ..... اس کی چھاتی پر ڈیڑھ سالہ بچہ دودھ پیتا ہے، وہ بھی ہلاک ہو جائے گا۔"

بجائے گہری ہمدردی کا اظہار کرنے کے میں نے خشمگیں لہجہ میں کہا۔ "اس سے پہلے کیوں نہ آسکے ــــ کیا بیماری ابھی ابھی شروع ہوئی ہے؟"

"صبح معمولی بخار تھا ــــ جب میں کوارنٹین گیا ....."

"اچھا ــــ وہ گھر میں بیمار تھی۔ اور پھر بھی تم کوارنٹین گئے؟"

"جی بابو جی ــــ" بھاگو نے کانپتے ہوئے کہا۔ "وہ بالکل معمولی طور پر بیمار تھی۔ میں نے سمجھا کہ شاید دودھ چڑھ گیا ہے ــــ اسکے سوا اور کوئی تکلیف نہیں ــــ اور پھر میرے دونوں بھائی گھر پر ہی تھے ..... اور

www.pklibrary.net

سینکڑوں مریض کونٹین میں بے بس . . . ."

"تو تم اپنی حد سے زیادہ مہربانی اور قربانی سے جراثیم کو گھر لے ہی آئے نا۔ میں نہ تم سے کہتا تھا کہ مریضوں کے اتنا قریب مت رہا کرو ـــــ دیکھو میں آج اسی وجہ سے وہاں نہیں گیا۔ اس میں سب تمہارا قصور ہے۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ تم سے جانباز کو اپنی جانبازی کا مزا بھگتنا ہی چاہیئے۔ جہاں شہر میں سینکڑوں مریض پڑے ہیں . . . . ."

بھاگو نے ملتجیانہ انداز سے کہا۔ "مگر خداوند یسوع مسیح . . ."

"چلو ہٹو ـــــ بڑے آئے کہیں کے ـــــ تم نے جان بوجھ کر آگ میں ہاتھ ڈالا۔ اب اس کی سزا میں بھگتوں؟ قربانی ایسے تھوڑی ہوتی ہے۔ میں اتنی رات کے وقت تمہاری کچھ مدد نہیں کر سکتا ـــــ"

"مگر پادری لابے . . . ."

"چلو ـــــ جاؤ ـــــ پادری ل آبے کے کچھ ہوتے . . ."

بھاگو سر جھکائے وہاں سے چلا گیا۔ اس کے آدھ گھنٹہ بعد جب میرا غصہ فرو ہوا تو میں اپنی حرکت پر نادم ہونے لگا۔ میں عاقل کہاں کا تھا جو بعد میں ہدفِ سہامِ پشیمانی ہو رہا تھا۔ میرے لئے یہی یقیناً سب سے بڑی سزا تھی کہ اپنی تمام خودداری کو پامال کرتے ہوئے بھاگو کے سامنے گذشتہ رویہ پر اظہارِ معذرت کرتے ہوئے اس کی بیوی کا پوری جانفشانی سے علاج کروں۔

www.pklibrary.net

میں نے جلدی جلدی کپڑے پہنے اور دوڑا دوڑا بھاگو کے گھر پہنچا . . . وہاں پہنچنے پر میں نے دیکھا کہ بھاگو کے دونوں چھوٹے بھائی اپنی بھاوج کو چارپائی پر لٹائے ہوئے باہر نکال رہے تھے ——

میں نے بھاگو کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا "اسے کہاں لے چلے ہو؟"

بھاگو نے آہستہ سے جواب دیا "کونٹین میں . . . "

"تو کیا اب تمہاری دانست میں کوارنٹین دوزخ نہیں رہا —— بھاگو؟ . . . . "

"آپ نے جو آنے سے انکار کر دیا۔ بابو جی —— اور چارہ ہی کیا تھا میرا خیال تھا۔ وہاں حکیم کی مدد مل جائے گی اور دوسرے مریضوں کے ساتھ اسکا بھی خیال رکھوں گا۔"

"یہاں رکھ دو چارپائی . . ابھی تک تمہارے دماغ سے دوسرے مریضوں کا خیال نہیں گیا؟ . . احمق . . . "

چارپائی اندر رکھ دی گئی اور میرے پاس جو تیر بہدف دوا تھی میں نے بھاگو کی بیوی کو پلائی۔ اور پھر اپنے غیر مرئی حریف کا مقابلہ کرنے لگا۔ بھاگو کی بیوی نے آنکھیں کھول دیں۔

بھاگو نے ایک لرزتی ہوئی آواز میں کہا "آپ کا احسان ساری عمر نہ بھولوں گا —— بابو جی۔"

www.pklibrary.net

میں نے کہا" مجھے اپنے گذشتہ رویہ پر سخت افسوس ہے بھاگو ——
ایشور تمہیں تمہاری خدمات کا صلہ تمہاری بیوی کی شفا کی صورت میں دے۔"

اُسی وقت میں نے اپنے غیر مرئی حریف کو اپنا آخری حربہ استعمال کرتے دیکھا۔ بھاگو کی بیوی کے لب پھڑکنے لگے۔ نبض جو کہ میرے ہاتھ میں تھی مدہم ہو کر شانہ کی طرف سرکنے لگی۔ میرے غیر مرئی حریف نے جس کی عموماً فتح ہوتی تھی حسب معمول پھر مجھے چاروں شانے چت گرایا۔ میں نے ندامت سے سر جھکاتے ہوئے کہا" بھاگو! بدنصیب بھاگو! تمہیں اپنی قربانی کا یہ عجیب صلہ ملا ہے —— آہ!"

بھاگو پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔

آہ! وہ نظارہ کتنا دلدوز تھا، جبکہ بھاگو نے اپنے بلبلاتے ہوئے بچے کو اس کی ماں سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا اور مجھے نہایت عجز و انکسار سے واپس لوٹا دیا۔

میرا خیال تھا کہ اب بھاگو اپنی دنیا کو تاریک پا کر کسی کا خیال نہ کریگا ..... مگر اُس سے اگلے روز میں نے اُسے بیش از پیش مریضوں کی امداد کرتے دیکھا۔ اُس نے سینکڑوں گھروں کو بے چراغ ہونے سے بچا لیا —— اور اپنی زندگی کو ہیچ سمجھا۔ میں نے بھی بھاگو کی تقلید میں نہایت مستعدی سے کام کیا۔ کوارنٹین اور ہسپتالوں سے فارغ ہو کر اپنے

www.pklibrary.net

فالتو وقت میں نے شہر کے غریب طبقہ کے لوگوں کے گھر جو کہ بدروؤں کے کنارے پر واقع ہونے کی وجہ سے یا غلاظت کے سبب بیماری کے مسکن تھے، رجوع کیا۔

(۴)

اب فضا بیماری کے جراثیم سے بالکل پاک ہو چکی تھی۔ شہر کو بالکل دھو ڈالا گیا تھا، چوہوں کا کہیں نام و نشان دکھائی نہ دیتا تھا۔ سارے شہر میں صرف ایک آدھ کیس ہوتا جس کی طرف فوری توجہ دیئے جانے پر بیماری کے بڑھنے کا احتمال باقی نہ رہا۔

کاروبارِ شہر نے اپنی طبعی حالت اختیار کر لی، سکول، کالج اور دفاتر کھلنے لگے۔

ایک بات جو میں نے شدت سے محسوس کی وہ یہ تھی کہ بازار میں گزرتے وقت چاروں طرف سے انگلیاں مجھی پر اُٹھتیں۔ لوگ احسانمندانہ نگاہوں سے میری طرف دیکھتے۔ اخباروں میں تعریفی کلمات کے ساتھ میری تصاویر چھپیں۔ اس چاروں طرف سے تحسین و آفرین کی بوچھاڑ نے میرے دل میں کچھ غرور سا پیدا کر دیا۔

آخر ایک بڑا عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں شہر کے بڑے بڑے رئیس

www.pklibrary.net

اور ڈاکٹر مدعو کئے گئے۔ وزیر بلدیات نے اُس جلسہ کی صدارت کی۔ میں صاحب صدر کے پہلو میں بٹھایا گیا۔ کیونکہ وہ دعوت در اصل میرے ہی اعزاز میں دی گئی تھی۔ ہاروں کے بوجھ سے میری گردن جھکی جاتی تھی اور میری شخصیت بہت نمایاں معلوم ہوتی تھی۔ پُرغرور نگاہ سے میں کبھی اِدھر دیکھتا کبھی اُدھر۔۔۔ بنی آدم کی انتہائی خدمت گذاری کے صلہ میں کمیٹی شکر گذاری کے جذبہ میں معمور ایکہزار ایک روپے کی تھیلی بطور ایک حقیر رقم کے مجھے نذر کر رہی تھی۔

جتنے بھی لوگ موجود تھے، سب نے میری خصوصاً اور میرے رفقاءِ کار کی عموماً تعریف کی اور کہا کہ گذشتہ آفت میں جتنی جانیں میری جانفشانی اور تن دہی سے بچی ہیں۔ ان کا شمار نہیں۔ میں نے نہ دن کو دن دیکھا نہ رات کو رات، اپنی حیات کو حیاتِ قوم اور اپنے سرمایہ کو سرمایۂ ملت سمجھا۔ اور بیماری کے مسکنوں میں پہنچکر مرتے ہوئے مریضوں کو جامِ شفا پلایا!

وزیر بلدیات نے میز کے بائیں پہلو میں کھڑے ہوکر ایک پتلی سی چھڑی ہاتھ میں لی اور حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے اُن کی توجہ اُس سیاہ لکیر کی طرف دلائی جو دیوار پر آویزاں نقشے میں بیماری کے دنوں میں صحت کے درجہ کی طرف ہر لحظہ افتان وخیزاں بڑھی جا رہی تھی۔ آخر میں ..... انہوں نے نقشہ میں وہ دن بھی دکھایا جب میرے زیرِ نگرانی چون

www.pklibrary.net

مریض رکھے گئے اور وہ تمام صحت یاب ہو گئے۔ یعنی نتیجہ سو فیصدی کامیابی رہا اور وہ سیاہ لکیر اپنی معراج کو پہنچ گئی۔

اس کے بعد وزیر بلدیات نے اپنی تقریر میں میری ہمت کو بہت کچھ سراہا اور کہا کہ لوگ یہ جان کر بہت خوش ہونگے کہ بخشی جی اپنی خدمات کے صلہ میں لفٹیننٹ کرنل بنائے جا رہے ہیں۔

ہال تحسین و آفرین کی آوازوں اور پُرشور تالیوں سے گونج اُٹھا۔

انہی تالیوں کے شور کے درمیان میں نے اپنی پُرغرور گردن اُٹھائی صاحب صدر اور معزز حاضرین کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ایک لمبی چوڑی تقریر کی۔ جس میں علاوہ اور باتوں کے میں نے بتایا کہ ڈاکٹروں کی توجہ کے قابل ہسپتال اور کوارنٹین ہی نہیں تھے۔ بلکہ اُن کی توجہ کے قابل غریب طبقہ کے لوگوں کے گھر تھے۔ وہ لوگ اپنی مدد کے بالکل ناقابل تھے، اور وہی زیادہ تر اس موذی بیماری کا شکار ہوتے۔ میں اور میرے رفقا نے بیماری کے صحیح مقام کو تلاش کیا۔ اور اپنی پوری توجہ بیماری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں صرف کر دی۔ کوارنٹین اور ہسپتال سے فارغ ہو کر ہم نے راتیں اُنہی خوفناک مسکنوں میں گذاریں۔

اُسی دن جلسہ کے بعد جب میں بطور ایک لفٹیننٹ کرنل کے اپنی پُرغرور گردن کو اٹھائے ہوئے، ہاروں سے لدا پھندا، لوگوں کا "ناچیز ہدیہ ایکہزار

www.pklibrary.net

ایک روپے کی صورت میں جیب میں ڈالے ہوئے گھر پہنچا۔ تو مجھے ایک طرف سے دبی ہوئی آواز سنائی دی۔

"بابو جی۔۔۔۔۔ بہت بہت مبارک ہو"

——— اور بھاگو نے مبارک باد دیتے وقت وہی اپنا پرانا جھاڑو قریب ہی کے گندے حوض کے ایک ڈھکنے پر رکھ دیا۔ اور دونوں ہاتھوں سے منڈاسا کھول دیا۔ میں بھونچکا سا کھڑا رہ گیا۔

"تم ہو؟۔۔۔ بھاگو بھائی!" میں نے بمشکل تمام کہا "۔۔۔ دنیا تمہیں نہیں جانتی بھاگو تو نہ جانے۔۔۔ میں تو جانتا ہوں۔ تمہارا ایسوع تو جانتا ہے۔۔۔ پادری ل' آپے کے بے مثال چیلے۔۔۔ تجھ پر خدا کی رحمت ہو۔۔۔!

اُس وقت میرا گلا سوکھ گیا۔ بھاگو کی مرتی ہوئی بیوی اور بچے کی تصویر میری آنکھوں میں کھچ گئی۔ ہاروں کے گرانبار سے مجھے اپنی گردن ٹوٹتی ہوئی معلوم ہوئی اور ہٹوے کے بوجھ سے میری جیب پھٹنے لگی۔ اور ——— اتنے اعزاز حاصل کرنے کے باوجود میں بے توقیر ہو کر اس قدر شناس دنیا کا ماتم کرنے لگا!